ڈاکٹر مختار الدّین احمد:

اردو کا ایک قدیم ترین رُقعہ

مرزا محمدؐ ظہیر الدین علی بخت، اظفری دہلوی، شاہ عالم کے ہم جدّ اور ان کے معاصر تھے وہ ۱۱۷۲ھ میں قلعۂ دہلی میں پیدا ہوئے۔ وہیں نشوونما اور تعلیم و تربیت پائی۔ تیس سال قلعے کے اندر قید سلاطین میں گذرے۔ آخر ایک رات قلعے سے بھاگ نکلے اور مختلف ریاستوں میں قیام کرتے ہوئے اور لکھنؤ میں ٹھہرتے ہوئے ۱۲۱۲ھ میں مدراس پہنچے۔ یہاں امیر الہند والا جاہ کی قدردانی نے ان کے پاؤں پکڑ لیے وہ یہیں اقامت گزیں ہوگئے اور اسی جگہ ۱۲۳۴ھ میں انھوں نے وفات پائی۔

اظفری متعدد کتابوں کے مُصنّف تھے۔ ترکی، فارسی اور اردو میں شعر کہتے تھے اور ان کے دو دیوان مرتب تھے۔ ان کی سب سے اہم تصنیف "واقعاتِ اظفری" ہے جس میں انھوں نے اپنی زندگی خصوصاً قلعہ دہلی چھوڑنے کی مہم، مختلف مقامات کے قیام اور تجربوں کو بڑے دل چسپ انداز میں پیش کیا ہے۔

"واقعاتِ اظفری" ۱۲۲۱ھ میں مرتب ہوئی ہے۔ اس میں مُصنّف نے شہزادوں اور دوسرے امراء کے وہ فارسی رُقعے اور خطوط بھی نقل کر دیے ہیں جو قلعہ چھوڑنے کے بعد انہیں لکھے گئے تھے۔ سلیمان شکوہ اور مرزا سکندر شکوہ کے متعدد رُقعے ہیں۔ پھر ان عرضیوں کی نقلیں ہیں جو مُصنّف نے بادشاہ سلامت اور ولی عہد بہادر کے حضور میں ۱۲۱۶ھ میں بھیجی تھیں۔ یہ سب فارسی میں ہیں۔ اس کتاب کا قابل ذکر رقعہ وہ ہے جو اردو زبان میں شاہی خاندان کی ایک بیگم نے انھیں لکھا تھا۔ یہ فقیرہ بیگم ہیں جو مرزا مغل اور مرزا طغل کی حقیقی بڑی بہن تھیں۔

مرزا مغل کا نام محمدؐ اکرام الدین اور مرزا طغل کا نام محمدؐ المقتدر ہے۔ یہ دونوں شہزادہ محمدؐ علاء لدولہ بہادر عرف مرزا بابا کے صاحبزادے تھے علاء الدولہ، شاہزادہ محمدؐ اعزالدین کے فرزند تھے۔ اور اعزالدین، عالمگیر ثانی شاہ دہلی کے چھوٹے بھائی تھے۔ اظفری ان سے اپنے تعلقات کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

اگرچہ طغل و مغل دونوں رشتے میں راقم کے چچا ہوتے ہیں لیکن وفور شفقت، فرزند نوازی اور بزرگانہ عنایت سے بڑے صاحب مجھے "یار" کے خطاب سے یاد کرچکے ہیں، خطوط

یں بھی اس لفظ سے یاد فرماتے ہیں۔ اور چھوٹے صاحب نے مجھے اپنا بھائی کہا ہے۔ اس لیے اب تک اسی عنوان سے اپنے رقعوں میں عزّت بخشتے ہیں ... غلام قادر مردود کے ہنگامے کے بعد راقم کو اپنے سرکاری کتبخانے وغیرہ کا تحویل دار بھی بنا دیا تھا، ہمیشہ نہایت عمدہ سلوک اور بہترین برتاؤ فرماتے رہتے تھے۔ بادشاہ سلامت اور ولی عہد بہادر کے حضور میں مجھ عاصی کی ہمیشہ وکالت کرتے تھے۔ میں جو عرضیاں شاہی وعدوں کے ایفاء اور اپنے مطالب کی تکمیل کے بارے میں لکھتا تھا، ان کو پہنچاتے اور ان کے جواب حاصل کر کے حضرت قدر قدرت اور ولی عہد بہادر کے دستخط سے مُزیّن کراکر میرے پاس بھیجتے رہتے تھے۔ اب تک بعض عرضیاں میرے پاس موجود ہیں جن پر حضرت قدر قدرت اور ولی عہد بہادر کے دستخط ہیں۔

اظفری نے علاء الدولہ اور ان کے بیٹوں مرزا طغل اور مرزا مغل کے حالات اپنی کتاب میں درج کیے ہیں۔ لیکن اس بات کا ذکر نہیں کیا ہے کہ مرزا عبدالمقتدر شعر بھی کہتے تھے اور طغل تخلص کرتے تھے۔ حکیم قدرت اللہ قاسم اور نسّاخ نے انھیں صاحب دیوان لکھا ہے۔ شیفتہ دیوان کا مطلق ذکر نہیں کرتے، اعظم الدولہ سَرور بتاتے ہیں کہ "مرزا کے تین دیوان کے کسی نسخے کی راقم کو اطلاع نہیں"۔ حکیم قاسم نے مجموعۂ نغز میں ان کے اکیس اردو شعر درج کیے ہیں۔

فقیرہ بیگم کے متعلق اس وقت زیادہ حالات نہ معلوم ہوسکے۔ ان کے پیش نظر رقعے پر تاریخ ۱۱ رجب درج ہے سال تحریر درج نہیں۔ لیکن چونکہ اظفری نے واقعات تاریخی ترتیب سے درج کیے ہیں اس لیے قریب بہ یقین ہے کہ اس رقعے کا سال تحریر ۱۲۱۸ھ / ۱۸۰۳ء ہے۔ یہ قدیم ترین اردو رقعہ ہے جو راقم اب تک دریافت کر سکا ہے۔

کتاب میں اس رقعہ کا عنوان یہ ہے:

"نقل رقعہ فقیرہ بیگم صاحبہ خواہر کلاں حقیقی میرزا مغل و میرزا طغل کہ از خط خاص اوشان در زبان اردو بنام راقم رسید"

اب ذیل میں وہ رقعہ پیش کیا جاتا ہے:

ازیں جانب بعد سلام: اشتیاق تمام کے معلوم فرما دیں کہ آپ ہمشیرہ صاحبہ سے ملاقات فرما کر جو اس سمت کو تشریف فرما ہوئے ہیں، اس دن سے اپنی خیریت کی خبر سے یاد و شاد نہیں فرمایا، کہ دل ہمارا تمھاری خیریت کا نگراں ہے امید ہے کہ دوستی قدیم کو یاد فرما کر اپنی خیریت کی خبر سے اطلاع بخشو، جو خاطر اپنی جمع ہو،

از طرف برخورداران من کہ اسم معلوم است سلام نیاز قبول باد از ہمشیرہ صاحبہ نیز

زیادہ چہ
محرّرہ پانزدہم رجب المرجب سنہ الیہ

واقعات اظفری،اب تک شائع نہیں ہوئی ہے۔ لیکن اس کا اردو ترجمہ دانش گاہ مدراس سے شائع ہوگیا ہے۔ راقم کی نظر سے برٹش میوزیم کا نسخہ بھی گذرا [ملاحظہ ہو فہرست ۳ / ۱۰۵۱] لیکن اس وقت "واقعات" کا وہ نسخہ پیش نظر ہے جو کبھی ڈاکٹر اشپرنگر کے کتاب خانے میں رہ چکا ہے اور جس کا ذکر ان کی مرتّب کردہ فہرست میں موجود ہے [فہرست اشپرنگر : ۲۰۸] یہ نسخہ پھر برلین کے شاہی کتاب خانے میں پہونچا [فہرست برلین : ۴۹۶] اور اب دانش گاہ ٹوبنگن (جرمنی) میں محفوظ ہے ،اس کا سال کتابت ۱۲۲۰ھ ہے اور اس کا نمبر وہاں OR. SPRENGER.:233 ہے اس نسخے کے وجود کا "واقعات" کے اردو مترجمین کو علم نہیں۔